عصری نصاب تعلیم کی مقاصد تعلیم سے دوری

سید خالد جامعی

جدیدیت (Modrenism) کے پیدا کردہ معیار زندگی اور اس معیار میں مسلسل و مستقل اضافہ کا اصول سکول کے ایک معصوم بچے کو بھی نفس مطمئنہ سے محروم کر دیتا ہے اس مسئلے کی بنیادی وجہ سکولوں میں پڑھائے جانے والے وہ نصابات ہیں جن کی تشکیل ایک خاص ہدف کے حصول کی خاطر انجام پائی ہے' اور اس کے ازالے کی واحد صورت یہی ہے کہ نصاب تعلیم کی تجدید و اصلاح کا کٹھن اور حوصلہ طلب کام اب ہمارے دینی دانشوروں کی کاوشوں کا محور ہو جانا چاہیے' اور اس کے لیے اپنی توانیاں صرف کرنی چاہیے ورنہ ہماری آئندہ نسلوں کے فکری ارتداد کا پورا سامان مہیا کیا جا چکا ہے۔

ہمارے ہاں ایک نقطہ نظر یہ ہے کہ جدید تعلیمی ادارے ہماری تاریخ نے تخلیق نہیں کیے یہ ہم پر مسلط کیے گئے ہیں اس نظام کو فی الحال بدلنا ممکن نہیں ہے اور ریاستی قوت کے بغیر اس کا فوری متبادل پیش کرنا بھی اس وقت ممکن نہیں لہذا ہم حالت اضطرار میں ہیں۔لیکن لمحہ موجود میں امریکہ کنیڈا میں جدید اسکولوں کا متبادل گھر اسکول' امی اسکول اور ابو اسکول (Home school/Mom school/Dad school) وجود میں آچکے ہیں دنیا کی تیئس تہذیبوں کی طرح گھروں بستیوں محلوں میں قائم یہ غیر تجارتی (Non Commercial) مکتب جو ہمارے شاندار ماضی کی یادگار ہیں مغرب کے موجودہ نظام تعلیم کے لیے موجودہ سرکاری اور غیر سرکاری اسکولوں سے بہت اچھے' سستے اور بہت بہتر طلباء تیار کر رہے ہیں جو اخلاقی طور پر اور صلاحیتوں کے اعتبار سے بہت برتر ہیں یہ اسکول ماں باپ نے خود اپنی مدد آپ کے تحت قائم کیے ہیں کیونکہ صرف مادی کامیابی کے لیے تخلیق کیے گئے جدید اسکول مغرب کے بچوں کی مادی ضروریات بھی پوری کرنے سے قاصر ہیں اور بے شمار سنگین مسائل پیدا کر دیتے ہیں یہ مکتب قائم کرنے والے بہت مذہبی لوگ بھی نہیں ہیں ان کا مقصد بچوں کی اخلاقی روحانی ایمانی نورانی تربیت بھی نہیں ہے محض مادی احساس زیاں یعنی ترقی کی رفتار تیز تر کرنے

کی خواہش آرزو اور جستجو نے ان کو ایک نئے تجربے اور متبادل نظام پر آمادہ کیا اور وہ صرف مادی طور پر کامیاب ہو گئے اس خالص مادی ترقیاتی تجربے کو ہم ایک لمحے کے لیے نظرانداز کر کے ایک سوال اٹھاتے ہیں۔کیا جدید سیکولر تعلیمی اداروں میں اصلاحی، دفاعی اور انقلابی تبدیلیوں کے ذریعے ان اداروں کی بنیادوں اور مرتبہ نصاب میں موجود زہر کا علاج ممکن ہے یا نہیں؟ان میں اصلاح کا کتنا امکان ہے؟ یہ ہمارے سوچنے کا اصل میدان ہے۔

مغرب کے تمام ممالک جو سرمایہ دارانہ نظام کے نظریات لبرل ازم، سوشلزم اور سوشل ویلفیئر ازم پر یقین رکھتے ہیں ان کا اجماع اصولاً آزادی مساوات ترقی کے عقائد پر ہے یہ خدا، نبی، آخرت وغیرہ کے قائل نہیں ان کا نظام تعلیم بھی انہی عقائد کے مطابق بچوں کی تعلیم و تربیت کا فریضہ انجام دے رہا ہے تعلیم کا مقصد محض ترقی، لذتوں کا حصول آزادی اور معیار زندگی میں مسلسل و مستقل اضافہ ہے۔اس کے باوجود ایک مغربی سوشلسٹ ملک نے اسی مفاد پرست حاسد، حریص تعلیمی نظام میں چند بنیادی اصلاحات چند ترمیمات اور اضافوں کے ذریعے ڈاکٹر بننے والوں میں حرص وحسد وہوس کے جذبات پیدا کرنے کے بجائے قوم پرستی اور انسان پرستی کے ذریعے خدمت خلق کا ایسا جذبہ پیدا کیا ہے جس کی مثال پوری دنیا میں نہیں ملتی دنیا کی تاریخ میں سب سے بڑے طبی مشن اس ملک کے ڈاکٹروں اور طبی عملے پر مشتمل ہیں جو مختلف غریب کمزور ممالک میں بلا معاوضہ خدمات انجام دے رہے ہیں بیک وقت چھپن ہزار لوگ اس عمل میں شریک ہیں۔مگر ان میں سے ایک بھی کسی دوسرے ملک کی شہریت قبول نہیں کرتا جبکہ اس ملک میں ڈاکٹروں کی تنخواہیں بہت کم بلکہ دنیا میں سب سے کم ہیں تفصیلات کے لیے نوم چومسکی کی کتاب Profit over people کا مطالعہ کیجیے۔بڑے بڑے عالمی ادارے UNO,UNO,OXfam,WHO,UNICEF، ریڈ کراس بھی اربوں کھربوں روپے کے فنڈ وصول کرنے کے باوجود اتنے بڑے پیمانے پر مفت طبی امداد فراہم کرنے سے قاصر ہیں۔

کفار اگر کفر کے نظام تعلیم میں تجربات کے ذریعے کچھ اصلاحات کر سکتے ہیں تو امت مسلمہ جو پندرہ سو سال کی تاریخ رکھتی ہے وہ اس نظام تعلیم میں جزوی اصلاحات کے لیے بھی کیوں آمادہ نہیں ہے؟اور کیا وجہ ہے عالم اسلام ایسی مثالیں پیش کرنے سے قاصر ہے؟اس مثال کا مطلب یہ نہیں

ہے کہ مذکورہ ملک کا تجربہ عالم اسلام کے لیے کوئی عالی معیاری اورمثالی نمونہ ہے بلکہ صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ تبدیلی کی خواہش ارادہ اورعزم ہوتو ہرطرح کے مشکل حالات اورسخت سے سخت نظام میں بھی کوئی نہ کوئی راستہ نکل آتا ہے عالم اسلام کا مسئلہ یہ ہے کہ وہ جدیدیت کا مقابلہ کرنے کے بجائے اس سے مغلوب مسحوراورمرعوب ہوگیا ہے بلکہ وہ جدیدیت کے تمام مظاہروآثاراسلامی تاریخ میں تلاش کرر ہاہے جزئیات کی بنیاد پرکلیات اخذ کرکے مغربیت جدیدیت اورلادینیت کی اسلامی تعبیریں پیش کرنے کی کوششیں جاری ہیں۔لہذا عقل صرف ان امورمیں استعمال کی جارہی ہے جہاں اس کے استعمال کی ضرورت نہیں اورجہاں عقل کی ضرورت ہے وہاں مغرب کی کامل تقلیداختیارکرلی گئی ہے مغرب کے فلسفے اس کے علوم اوراس کے اداروں کاناقدانہ جائزہ لینے کے بجائے ہم اسلامی علمیت اس کے مکاتب فکران کے اختلاف اسلام کے اداروں اس کی تاریخ کاناقدانہ جائزہ لینے میں مصروف ہیں لہذا مغرب محفوظ ہےاوراسلام مضروب مجروح اورمحبوس ہے۔

جدیدسیکولرتعلیمی اداروں کی مثال دنیا کی اب وجود میں آنے والی تیئس تہذیبوں میں نہیں ملتی‘ دنیا کی تاریخ میں کبھی کوئی نظام تعلیم مادہ پرستی شکم اورشہوت پرستی کی بنیاد پرتعمیرنہیں کیا گیا ہرتعلیمی نظام کسی اعلیٰ ترین تصورخیر (Meta Narrative) کی فوقیت اورفروغ کافریضہ انجام دیتا تھاتعلیم کا مقصدروٹی کمانانہیں تھاعلم حقیقت مطلقہ (Absolute Reality)اللہ رب العزت کی معرفت تک پہنچنے کاذریعہ تھا۔مگرعصر حاضرمیں تعلیم کااصل مقصدآزادی مساوات اورترقی کاحصول ہے لہذاعلم وہ ہے جس سے مال ودولت کثرت سے حاصل ہوتے ہوں لہذا ہرشخص حصول دولت کے لیےعلم حاصل کرتاہے یہ محض دعویٰ نہیں ہے اس کی دلیل بھی موجود ہے۔اگرآج دنیا کی تمام حکومتیں اعلان کردیں کہ کسی سرکاری غیرسرکاری یونیورسٹی سے سند لینے والے کوکسی ادارے میں ملازمت نہیں ملے گی توتمام اسکول یونیورسٹیاں ویران ہوجائیں گی یہ تعلیم علم کے لیےنہیں روٹی کمانے کے لیے ہے اس کاتعلق العلم سےنہیں صرف عقلی علوم‘ سائنس سوشل سائنس‘ آرٹ کرافٹ اورفنون سے ہے جسے دنیا کی تیئس تہذیبوں میں علم نہیں سمجھا جاتا تھااورتجربی‘ سائنسی‘ حسی‘ عقلی علوم کوعلوم کی تلچھٹ کہاجاتا تھااسی لیے سقراط اورافلاطون ارسطو کے ہاتھوں سوفسطائیوں کوشکست ہوئی تھی جوپیسے لے کرفنون بیچتے تھے

☆انفرد بنفسك ساعة تدبر فيها امورك وتراجع فيها نفسك وتتفكر في آخر تك وتصلح بها دنياك.☆

اور اسے علم کہتے تھے علم خرید و فروخت کی شے نہیں ہے۔

بہت سے لوگ یہ سوال اٹھا سکتے ہیں کہ اگر بچہ اسکول کالج یونیورسٹی سے علم حاصل کر کے پیسہ نہ کمائے تو کیا کرے علم سے شعور، اعتماد، عزت، دولت، شہرت ملتی ہے تو اس کے حصول میں کیا ہرج ہے یہ دلیل بہ ظاہر مضبوط ہے لیکن کم زور ہے کیونکہ اب دنیا میں پیسہ کمانے کے لیے علم نہیں کرتب بازی کی ضرورت ہے مثلاً فٹبال کرکٹ اسکواش کھیلنے والے جاہل کھلاڑی ارب پتی بن جاتے ہیں فلم اور ٹی وی میں کام کرنے والے جاہل اینکر پرسن، پانسے پھینکنے والے سٹے باز (Risk Managers)، جاہل صحافی، مسخرے بھانڈ، اداکار، کسبیاں کھربوں روپے کماتے ہیں۔ جاہل سٹے باز، حجام، درزی جن کو اب فیشن ڈیزائنر کہتے ہیں آرٹسٹ، فوٹوگرافر، مصور، ماڈل، رقاص اعلیٰ تعلیم کے بغیر اتنا دھن کماتے ہیں کہ انسان اس کا تصور نہیں کر سکتا عزت اسی کو ملتی ہے جو مال و دولت میں سب سے آگے ہے۔ لہذا یہ سمجھنا کہ علم سے دولت ملتی ہے جدیدیت اور مغربیت سے ہماری ناواقفیت کا عمل ہے۔ کنیڈا میں ٹرک ڈرائیور ڈاکٹر سے زیادہ پیسے کماتا ہے برطانیہ میں تندور پر روٹی لگانے والے کی تنخواہ ڈاکٹر سے زیادہ ہے۔

ٹنڈو جام یونیورسٹی کے ایک سابق وائس چانسلر نے جنگ کو انٹرویو دیتے ہوئے بتایا تھا کہ ان کا بیٹا حجام بننا چاہتا ہے صحافی کو حیرت ہوئی تو جواب ملا جن دنوں میں امریکہ میں مقیم تھا ہمارے محلے میں ایک حجام تھا جس سے ہم بال کٹواتے تھے اس کی آمدنی مجھ سے کئی گنا زیادہ تھی تو بیٹے نے کہا کہ ابو آپ سے بہتر تو یہ حجام ہے جو اتنا کما لیتا ہے جب تہذیب کا نقطہ کمال مال کی فراوانی اور تعیش کی ارزانی ہو تو یہ تصور خیر ایک نئے انسان کی تعمیر کرتا ہے جسے ہم جدید انسان (Modren Man) کہتے ہیں جدید تعلیمی اداروں سے ایسے ہی لوگ نکلتے ہیں۔

جاہل سیاست داں بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہو جاتے ہیں اور راتوں رات کروڑ پتی، ارب پتی پھر چند سالوں میں کھرب پتی ہو جاتے ہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ ایسا صرف پاکستان اور تیسری دنیا کے ممالک میں ہوتا ہے لیکن دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت امریکہ اور بھارت میں بھی یہی ہوتا ہے ریگن بالی ووڈ کا ایک اداکار امریکہ کا صدر بن سکتا ہے اور رواجپائی، مودی جیسے جاہل بھارت کے

وزیراعظم بن جاتے ہیں جمہوریت میں ایسا ہی ہوتا ہے پوری دنیا میں یہی ہو رہا ہے اس کی تفصیل جاننے کے لیے نیوزویک کے سابق مدیر اور صدر بش کی کچن کیبنٹ کے رکن فریدزکریا کی کتاب THE Future of Freedom پڑھیے دنیا بھر کی جمہوریتوں کے جاہل سیاستدانوں کی تاریخ آپ کو مل جائے گی۔ فریدزیا نے لکھا ہے کہ امریکہ میں ٥٨ فیصد فیصلے کانگریس اور سینٹ میں عوام کے نمائندے نہیں کرتے بلکہ لابیاں، پریشر گروپ اور مختلف گروہ کرتے ہیں ظاہر ہے الیکشن جیتنے اور ہارنے کے لیے کھربوں روپے کی امداد دینے والے اپنے مفادات کیوں حاصل نہ کریں۔ تعلیم، سیاست، علم سب کا ایک ہی مقصد ہے سرمایہ میں اضافہ جس سے آزادی میں اضافہ ہوتا ہے یہی عہد حاضر کا مذہب ہے اسے سرمایہ دارانہ نظام بھی کہتے ہیں۔

جدیدیت (Modrenism)' لادینیت (Secularism) اور سرمایہ داری وجمہوریت (Capitalism Democracy) کی پیدا کردہ جدید دنیا میں شہرت عزت اور دولت کا معیار علم نہیں ہے بلکہ سائنسی علم بھی نہیں بلکہ علم کا معیار یہ ہے کہ کون اپنے کام، فن سے سب سے زیادہ سرمایہ پیدا کرسکتا ہے کیونکہ آزادی صرف سرمایہ سے حاصل ہوتی ہے اسی لیے مغرب میں کام کی تعریف یہ ہے کہ جس سے سرمایہ حاصل ہو۔ کام کا نہ ہونا پاگل پن ہے یعنی جو شخص کام نہیں کرتا سرمایہ نہیں کماتا وہ اپنی آزادی کا انکار کرتا ہے۔ آزادی مغرب کا بنیادی ایمان وعقیدہ ہے لہذا آزادی اور سرمایہ کا منکر پاگل ہے فوکالٹ لکھتا ہے THE absence of work is madnes اسی لیے گھر میں تیرہ بچوں کو پالنے والی عورت کے کام کو مغرب کام تسلیم نہیں کرتا کہ اس سے سرمایہ نہیں پیدا ہوتا یہ عورت باہر جائے کمائے تو اسے working woman کہتے ہیں رنڈی اپنی ملکیت جسم کو بیچ کر سرمایہ کما کر اپنی آزادی میں اضافہ کرتی ہے لہذا اسے طوائف نہیں sex worker کہتے ہیں محنت کے ذریعے آزادی اور سرمایہ جیسے عظیم کام انجام دینے والی عورت۔ جدید سیاسی فلسفے کا سب سے بڑا مفکر جان رالز جس کی کتاب Theory of justice جدید ریاستوں میں عدل کے موضوع پر انجیل سمجھی جاتی ہے وہ لکھتا ہے کہ ہر انسان کو چار بنیادی خیر Four primary Goods حاصل ہونے چاہئیں آمدنی، دولت، قوت اور اقتدار incom/wealth/power/authority ان

☆اكسب الرزق الحلال وإياك والحرام واجتنب سؤال الناس والتجارة خير من الوظيفة واضرب بمالك واقتصد في المعيشة.☆

چار بنیادی خیر کے بعد ہی کوئی شخص اپنی آنکھوں میں عزت وتکریم(self Respect)کے قابل ہوسکتا ہے دوسرے معنوں میں کوئی شخص اپنی نگاہ میں بھی ان چار بنیادی اسباب کے بغیر عزت کے قابل نہیں؛جس شخص کواپنی نگاہوں میں ان چار عقائد کے بغیر عزت حاصل نہیں اسے دوسرے کی نگاہوں میں عزت کیسے مل سکتی ہے؟جدید نظام تعلیم ہمیں یہی عزت دلانے کافریضہ انجام دیتا ہے کہ عزت کے پیمانے تبدیل ہوچکے ہیں دوسرے معنوں میں ہمارے عقیدے 'ایمانیات اور مابعدالطبیعیات بھی بدل چکے ہیں لہذا جس کے پاس مال ودولت اوراسباب کی فراوانی نہیں ہے وہ عزت کے قابل ہی نہیں ہے افسوس کہ دنیا کی تاریخ کے بڑے بڑے لوگ اس پیمانے پر پورانہیں اترتے۔

دنیا بھر میں عموماًاورعالم اسلام میں خصوصاًسائنس کوبرترعلم جاناجاتا ہے لیکن سائنس دان(Scientists) کی مغرب میں اتنی عزت نہیں کی جاتی جتنی عزت سٹے باز Risk Managers رنڈیوں'مراثیوں 'بھانڈو (Showbuisness Stars)اورکھلاڑیوں(Sports men) کی ہوتی ہے۔عزت کاپیمانہ مغرب اوردنیائے جدید(modren Sge)میں صرف مادی ہے اوروہ ہے پیسہ۔جوزیادہ کماتا ہے وہ زیادہ عزت پاتا ہے سب سے زیادہ پیسہ سٹے بازکماتے ہیں اس کے بعدرنڈیاں اورکھلاڑی وغیرہ اس کے بعدسائنس دانوں کانمبرآتا ہے کیونکہ سٹے بازاوررنڈیاں سرمایہ کی پیداوارمیں سائنس دانوں سے زیادہ بہتر ہیں مثلاًعالمی اولمپکس کے ایک ہفتے کے کھیل سے جتناسرمایہ پیداہوتا ہے امریکہ کی تمام یونیورسٹیاں سال بھرمیں اتناسرمایہ پیدانہیں کرسکتیں۔صرف امریکہ میں عریانی فحاشی کی صنعت ایک سال میں جتناسرمایہ پیداکرتی ہے دنیا کی کئی بڑی ملٹی نیشنل کمپنیاں(جن میں مائیکروسافٹ جیسی کمپنی بھی شامل ہے)اجتماعی طورپربھی اتناسرمایہ پیدانہیں کرتیں کرس ہیجز کی کتاب دیکھ لیجیے۔

world wide porn revenues topped 97 billion Dollar in 2006.That is more than the revenues of microsoft,Google.Amazon,e Bay,Yahoo,Apple,Net flix and Earth link combined.(Chris Hedges.

☆الکون بنیی علی النظام فعلیك بالترتیب فی ملبسك وبیتك ومکتبك وواجبك.☆

Empire of illusion]The end of literacy and the triumph of spectalce,Nation Books USA 2009,p.58]

چونکہ دین دنیاپرستی،مادہ پرستی[Materialism]اور مادہ پرستی[woman worship]اور عیش پرستی کی دلیلیں مہیا کرنے سے قاصر ہے لہذا دین کی تشکیل جدید،تعبیرنو،تعمیرنو،بلکہ تخریب نو [Re construction of Religious thought] کا کام زوروشور سے جاری ہے۔ہماری نئی نسل اگر دنیاپرست بن گئی ہے بہترین مستقبل کے لیے ترک وطن کرکے دارالحرب میں قیام اگراس کی اولین ترجیح ہے اگر عالم اسلام سے ذہانت کا انخلا[Brain drain]ہورہا ہے ہر شخص دولت کے زیادہ سے زیادہ حصول کو اگر اپنا مقصد زندگی بناچکا ہے تو اس کا سبب ہمارا یہ نیا عقیدہ ہے کہ دین ودنیا برابر ہیں کیونکہ دنیا پہلے ہے آخرت بعد میں۔لہذا دنیا پہلے دین بعد میں۔بعض جدیدیت پسند کہتے ہیں کہ قرآن میں بھی یہی آتا ہے ربنا اتنافی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنہ۔ہمارے تعلیمی ادارے ایسی ہی نسل تیار کررہے ہیں جو رسوم ورواج عادات واطوار اور بعض مظاہر کی سطح پر مذہبی ہولیکن ذہنی،قلبی،عقلی طور پر مادہ پرستی کی غلام ہو۔

یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ ہم بچے کو ایک ماہ کی عمر میں ڈے کیئر سینٹر اور ڈیڑھ سال کی عمر میں اسکول کے سپرد کرکے اس کی آزادی سلب کررہے ہیں لیکن اپنی آزادی میں اضافہ کررہے ہیں کہ عصر حاضر کی ماں سے بچے کا بوجھ نہ اٹھایا جاتا ہے نہ اس کا شور گھر میں دن بھر برداشت کیا جاسکتا ہے۔بچے،ماں اور گھر والوں کی آزادی کا تقاضہ یہی ہے کہ بچے کو ڈے کیئر سینٹر یا اسکول بھیج کر آزاد کردیا جائے۔جس معاشرے میں ڈے کیئر سینٹر کھلتے ہیں اسی معاشرے میں اولڈ ہوم بھی کھولنے پڑتے ہیں جب ماں باپ کے پاس بچے کے لیے وقت نہیں ہے انہیں سرمایہ اور آزادی چاہیے تو بچے کے پاس بھی آپ کے بڑھاپے میں آپ کی خدمت کے لیے وقت نہیں ہے اسے بھی سرمایہ اور آزادی چاہیے یقیناً ڈے کیئر سینٹر،اسکول،اولڈ ہوم ہماری آزادی میں بے پناہ اضافہ کردیتے ہیں۔لیکن کیا ہمیں آزادی کی منحوس شکلیں قبول ہیں؟ہماری اسلامی تاریخ میں اور دنیا کی تیئس بڑی تہذیبوں میں یہ تینوں ادارے کیا موجود تھے بلکہ ان تہذیبوں میں ہسپتال،جیل

خانے، ہوٹل، ریسٹورینٹ، پاگل خانے، زچہ خانے، بھی نہیں تھے تو سوال یہ ہے کیوں نہیں تھے؟ جدیدیت کے اس طوفان سے قبل لوگ میٹرنٹی ہوم کے بغیر پیدا ہوتے تھے۔ اہرام مصر، دمشق کی اموی مسجد، تاج محل، قرطبہ، عاد و ثمود، مصر، روم، یونان، ایران، چین ہندوستان اور بابل ونینوا کے عجائبات تعمیر کرنے والے اسکول کالج انجینئرنگ یونیورسٹی، آرٹ اسکول کے بغیر یہ کمالات کیسے تخلیق کرتے تھے؟ کم از کم ان سوالات پر غور کی ضرورت تو ہے۔

اللہ کی عبادت کا بچے کو سات سال میں کہا جاتا ہے مادہ پرستی، ترقی، مال و دولت کی عبادت ایک سال کی عمر سے پہلے فرض ہو جاتی ہے اس کا نام آزادی ہے۔ ایک جانب مغرب تنوع کی بات کرتا ہے دوسری جانب اسکول میں خاص قسم کا لباس پہنا کر تنوع ختم کر دیا جاتا ہے اللہ کے گھر میں عبادت کے لیے آنے والوں کے لیے لباس کی کوئی خاص شکل یا رنگ مخصوص نہیں کیا گیا مگر اسکول میں خاص لباس کے بغیر داخلہ ممنوع ہے اسے آزادی کہتے ہیں۔ یعنی حصول آزادی کے لیے پابندی کا سخت ترین نظام بہت سے ملکوں میں تعلیم لازمی ہے اس کے بغیر آزادی نہیں مل سکتی۔ دوسرے معنوں میں لوگوں کو آزادی، سرمایہ داری، لبرل ازم، سیکولرازم کا جبر نظر نہیں آتا اسلام کا جبر سب کو نظر آ جاتا ہے آزادی کا ہر جبر جائز قانونی اور حقیقی ہے مذہب کا تھوڑا سا جبر بھی ناجائز غیر قانونی ہے۔ اسکول آزادی اور سرمایہ [School is the tyrany of freedom and capital] کا جبر ہے یہ جبر عین حق ہے۔ بنیادی سوال یہ ہے کہ تعلیم اور عورتوں کی تعلیم پر اس قدر زور کیوں ہے؟ اس کا مقصد کیا ہے؟ عورت کو مرد کے برابر لانے۔ بلکہ مرد جیسا بنانے کا فائدہ کسے ہے اور کیسے ہے؟ تعلیم عام کرنے کے لئے مغربی ممالک اربوں کھربوں روپے کیوں خرچ کر رہے ہیں UNO تعلیم عام کرنے کے لئے Marriage free zone تو بنا رہے ہیں لیکن Rape free zone کیوں نہیں بنا رہے۔ ان سوالوں کا جواب اس صدی کے سب سے بڑے سیاسی فلسفی john Rawls نے اپنی آخری کتاب میں کس خوبصورتی سے دیا ہے۔

china have imposed harsh restrictions on the size of faimlies and

have adopted other draconian measures but there is no need to be so harsh.instructive here is the indian state of kerala,which in the late 1970s empowered woman to vote and to participate in politics to receieve and used education and to own and manage wealth and property.As a result,within several year kerala,s birth rate fell below china,s without invoking the corecive powers of the state.China,s birth rate in 1979 was 2.8 kerala,s 3.0.in 1991 these rates were 2.0 and 1.8 respectively.[john Rawls the law of people with the idea of public reason revisited,Harvard University press,USA.2003,p.110]

جدید نصاب کی کتابوں میں کس قسم کی معاشرت کس قسم کا طرز زندگی بتایا گیا ہے؟ کتاب بچے کے لیے پری نرسری کی سطح پر آئیڈیل ہوتی ہے کیونکہ اس کی شخصیت بننے کے عمل میں ہوتی ہے پڑھایا وہ جاتا ہے جو عالی مثالی ومعیاری[Superior,ideal,Standrised]s ہو'آپ کے دین' تاریخ 'تہذیب'علمیت اورکلیت سے ہم آہنگ ہوتو کیا یہ نصابی کتابیں اس معیار پر اترتی ہیں؟ آکسفرڈ کی کتابیں ایک خاص طبقہ اشرافیہ[elite class] کے طرز زندگی کی ترجمانی کرتی ہے جس کا حصول ننانوے اعشاریہ ننانوے فی صدلوگوں کے لیے قیامت تک ناممکن ہے آپ اعشاریہ ایک فی صدلوگوں کے طرز زندگی کومعیاری اورمثالی طرز زندگی کے طور پر پیش کر کے بچوں کو کس چیز کی طرف دعوت دے رہے ہیں؟ دنیا کی طرف یا آخرت کی طرف حقیقت کی طرف یا خواب کی طرف۔مادہ پرستی کی طرف یاخداپرستی کی طرف جو بچہ اپنی کتابوں میں ایک خاص مادہ پرستانہ'پرتعیش'چھچھورے'غیر ذمہ دارانہ'غیر اخلاقی 'احمقانہ'جاہلانہ طرز زندگی کو دیکھے گا کیا وہ اس سے مختلف طرز زندگی کوحیرت یا حقارت کے ساتھ نہیں دیکھے گا؟ وہ کتابوں میں بتائے گئے اس غیر حقیقی ناممکن طرز زندگی کے حصول کا خواب بچپن سے دیکھے گا اور جب اسے پا نہ سکے گا تو یقیناً وہ خود کو محروم

مجبور بے بس اور بے کس تصور کرے گا جدید سیکولر نظام تعلیم اس طرز زندگی کے حصول کی آرزو اور جستجو کو زندگی کا اصل ہدف بنا تا ہے مختصراً اس نظام کا مقصد ناممکن کی جستجو ہے اور جو ممکن ہے اس نظام تعلیم کو اس سے کوئی دلچسپی نہیں ہے کیا ان کتابوں سے بچے کی مذہبیت 'اخلاقیات' ارادوں' عزائم' خواہشات' میں بنیادی نوعیت کا تغیر واقع نہیں ہوگا؟

جدید اسکول کا نظام تعلیم عقلیت آزادی لذت پرستی افادہ پرستی نتائجیت پرستی حسیت پرستی' تجربیت اور حقوق طلبی / [Rationalism/freedom/Hedonism/utalitarianis/pregmatism/emprialism/demand of rights] کے عقائد کی تعلیم دیتا ہے اور اسی کے مطابق نسل نو کی تعلیم و تربیت کرتا ہے لہٰذا ان اداروں سے نکلنے والا وجود صرف ایک مادی وجود ہوتا ہے وہ نورانی' روحانی' ایمانی اور اخلاقی وجود نہیں ہوتا اسی لیے جدیدیت کے منہاج میں انسانی نفس ایک آزاد' خود مختار فاعل مطلق' حق خود ارادیت کا حامل ہے۔ جس کے تزکیہ نفس کا کوئی نظام کسی نظریے (لبرل ازم' نیشنل ازم' سوشلزم' ہیومن ازم' فاشزم' فیمن ازم' انارکزم) میں سرے سے موجود ہی نہیں ہے۔

سیکولر نظام تعلیم میں اسلامیات کا ایک پیریڈ پڑھانے تجوید' ترجمے اور دعائیں یاد کرانے سے کوئی بنیادی تبدیلی نہیں آسکتی کیونکہ جو ذہنی سانچہ اور فکری ڈھانچہ یہ نظام تعلیم تخلیق کرتا ہے اسے اسلام کی جزوی تعلیم سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ برطانیہ کے تمام تعلیمی اداروں میں انجیل کی تعلیم لازمی ہے مگر وہاں کے اسکولوں اور معاشرے کی مجموعی اخلاقی صورت حال کیا ہے یہ سب کے علم میں ہے کچھ یہی حال عالم اسلام کے اسکولوں کا ہے۔

آزادی مساوات اور ترقی کے عقیدے کے نتیجے میں تزکیہ نفس' اخلاقیات' انسان کے باطن کی تعمیر' اس کی اصلاح جدید لبرل سیکولر جمہوری غیر جمہوری ریاست کے اہداف میں شامل نہیں رہی اس کا نتیجہ امریکہ اور یورپ میں کیا نکلا تمام نسلیں مجرم' بدکردار اور گناہوں میں گرفتار ہیں اخلاقی طور پر ان کا جو حال ہے' وہ بیان سے باہر ہے۔

آج تعلیم یافتہ ہونے کا تأثر دینے کے لیے دنیا بھر میں ابلاغ عامہ [mass media] سے پروپیگنڈے کے ذریعے دیہی زندگی حقیر بنادی گئی ہے' اس حقیر' ذلیل زندگی سے چھٹکارے کا راستہ

☆سافر احیانا لتجد دھیانک وتطالع عوالم اخری وتشاھد معالم جدیدۃ وبلدانا اخری ففی السفر متعۃ.☆

آج کا نظام تعلیم باور کرایا گیا ہے۔تعلیم عام ہونے کے نتیجے میں دیہات سے شہروں تک بڑے پیمانے پر نقل مکانی [Mass Migration] ہورہی ہے۔۲۱۰۵ء تک دنیا کی ساٹھ فیصد آبادی شہروں میں ہوگی دیہاتوں کی زمینوں اور کاروبار پر ملٹی نیشنل کارپوریشن کا قبضہ ہوگا۔تعلیم عام [Mass education] ہونے کے بعد چھوٹے کاروبار٬ذاتی تجارت٬ خاندانی ہنر نسل در نسل چلے آنے والے آبائی فنون٬دستکاری٬ گھریلو صنعتیں٬ خاندانی زراعت وغیرہ سب ختم ہوجائیں گے۔کیونکہ لوگ ان پیشوں٬صنعتوں کاموں کو حقیر ذلیل سمجھنے لگتے ہیں آج کل دیہاتوں میں ریوڑ چرانے والے دستیاب نہیں ہیں یہ کام بچے کرتے تھے ان کو چائلڈ لیبر کہا گیا اور ترقی کے لیے تعلیم کے سپرد کردیا گیا۔کھیتوں میں کام کرنے والے کم ہوگئے ہیں سب شہر جاکر ترقی کرنا چاہتے ہیں انھیں میڈیا اور تعلیم کے ذریعے یقین دلادیا گیا ہے کہ وہ غیر ترقی یافتہ ہیں ترقی کی اصطلاح دنیا کی کسی تہذیب میں موجود نہ تھی مغربی استعمار کی اس اصطلاح کا اصل مطلب کیا ہے اس کے لیے Development Dictionary کا مطالعہ کیجیے ترقی کے نتیجے میں لوگ اپنے آبائی علاقوں٬ تاریخ٬تہذیب٬ آبائی پیشوں٬ خاندان سے کٹ کر لوگ اداروں کے غلام بن رہے ہیں۔سرمایہ دارانہ نظام کو سستے مزدور مل رہے ہیں جب عورتیں بھی تعلیم پاکر مردوں کے شانہ بشانہ ہوں گی تو کارپوریشن کو مزید سستے مزدور ملیں گے۔شہروں کے اندر روایتی اجتماعیتیں بڑے پیمانے پر منتقلی [Mass Mobilization] کے باعث تتر بتر ہورہی ہے اجتماعیت [Collectivity] کی جگہ ہجوم [Mass] نے لے لی ہے انسان شہروں کی بھیڑ میں تنہا رہ گیا ہے اپنی جڑ سے کٹنے کے بعد وہ دیہاتوں کی طرف واپس جانے کے قابل نہیں رہا اپنے ہی وطن میں اجنبی اس مسافر کا ماضی حال اور مستقبل اس مریض ہجر کی طرح ہے جو امید سحر سے محروم ہے۔شہروں میں غیر فطری بے پناہ آبادی نے افقی عمارتوں کا ایک بے ہنگم جنگل کھڑا کردیا ہے معاشرتی ثقافتی روایتی تعلیمات ختم ہوگئی ہیں کوئی کسی کو نہیں جانتا لہٰذا تمام جدید بڑے بڑے شہر جرائم کے سب سے بڑے مراکز ہیں جرائم اور مجرموں کے انسائیکلوپیڈیا چھپ رہے ہیں۔بلاشبہ دنیا میں سب سے زیادہ بہترین تعلیم ۔ترقی یافتہ مغربی ملکوں میں ہے سوفی صد لوگ تعلیم یافتہ بلکہ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ دنیا میں سب سے

زیادہ نفسیاتی مریض، سب سے زیادہ پاگل، سب سے زیادہ جنونی، وحشی سب سے زیادہ بیمار، سب سے زیادہ طلاقیں، ٹوٹے ہوئے گھر، آوارہ نسلیں، سب سے زیادہ جنسی درندے، سب سے زیادہ مجرم، سب سے کم بچے، سب سے کم شادیاں، سب سے زیادہ ناکاری، سب سے زیادہ بوڑھے بچے عورتیں، انہی ترقی یافتہ ملکوں میں پائے جاتے ہیں۔

ان گزارشات کا مقصد موجودہ ڈھانچے میں بہتری پیدا کرنے اور اپنی تہذیب علمیات اور اقدار کے موافق نظام تعلیم تشکیل دینے کی طرف اہل فکر و درد کی توجہ مبذول کرانی ہے۔ اللہ تعالی اس خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کا حامی و ناصر ہو۔

نئی کتاب

اسلامی نظریاتی کونسل

ادارہ جاتی پس منظر اور کارکردگی

ایک منفرد تحقیقی دستاویز

فکری پس منظر۔ ریاست پاکستان کے ابتدائی نظریاتی اقدامات۔

پہلی دستور ساز اسمبلی کے قائم کردہ نظریاتی ادارے

دوسری دستور ساز اسمبلی اور تشکیل دستور

دستور ۱۹۵۶ کے تحت قائم ہونے والے نظریاتی ادارے

دستور ۱۹۶۲ کے تحت قائم ہونے والے نظریاتی ادارے

دستور ۱۹۷۳ کے تحت قائم ہونے والے نظریاتی ادارے

......اور دیگر متعدد عنوانات۔

حاصل کرنے کے لئے رابطہ

سیکرٹری اسلامی نظریاتی کونسل اسلام آباد

☆ابدا الناس بالسلام وحیهم بالبسمة ولاترهم الا الابتسام لتكون حبیبا الی قلوبهم قریبا منهم۔☆